کیا ایک بکرے یا بکری کی قربانی ایک فیملی کی طرف سے ہو سکتی ہے؟

از

محمد حسان ملک نوری

خادم: دار العلوم نوریہ اہل سنت بدر الاسلام برہان پور (ایم۔پی)

کیاایک بکرے یابکری کی قربانی ایک فیملی کی طرف سے ہوسکتی ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ الکرام اجمعین

اس مسئلے کی وضاحت سے پہلے چند باتیں ذہن نشین کرلیں

(۱) نبیٔ آخر الزماں صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''**بعثت بجوامع الکلم**'' (صحیح بخاری ج ۲،ص ۱۰۸۰) یعنی مجھے ''جوامع الکلم'' کے معجزہ کے ساتھ بھیجا گیا یعنی میرے الفاظ تو مختصر ہوں گے مگر ان مختصر الفاظ کے نیچے مطالب ومعانی کے سمندر موجود ہوں گے۔اس سے معلوم ہوا کہ احادیث کو سمجھنا، اس کی اصل مراد پر آگاہ ہونا ہر کسی کے بس میں نہیں ہے۔اسی بات کو امام بخاری وامام مسلم کے استاذ الاستاذ، فقیہ مجتہد اور تبع تابعی حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں: ''الاحادیث مضلة الا للفقهاء'' (المدخل لابن امیر الحاج، ج۱،ص ۱۲۸ بحوالہ الفضل الموہبی ص ۱۱) یعنی حدیثوں سے وہی لوگ مسائل نکال سکتے ہیں جو فقیہ ومجتہد ہیں غیر فقیہ غلطی کرتا ہے اور گمراہ ہوجاتا ہے۔خلاصہ یہ کہ جو فقیہ نہیں ہے وہ احادیث کی مراد اور اس سے ثابت ہونے والے مسئلے کو سمجھنے میں فقیہ کا محتاج ہے۔

تنبیہ: حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ وہ فقیہ ومحدث ہیں جن کے بارے میں امام شافعی کہتے ہیں: اگر امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز کا علم ختم ہوجاتا۔ابن مہدی کہتے ہیں: وہ اہل حجاز کی حدیثوں کے سب سے بڑے عالم تھے۔امام بخاری کہتے ہیں: وہ حماد بن زید سے بڑے حافظ تھے۔(تہذیب التہذیب ج ۲،ص ۱۰۵ بحوالہ محدثین عظام حیات وخدمات،ص ۲۱۱) یعنی یہ قول خود اس کا ہے جو محدثین وفقہاء کا امام وپیشوا ہے۔

(۲) ہر وہ کام جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا امتی کے لئے لازم نہیں کیوں کہ بعض کام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں جیسے نماز تہجد کو بطور فرض ادا فرمانا۔ ایک مینڈھے کو پوری امت کی طرف سے قربان کرنا۔ ہاں جس کام کی عام امت کو اجازت عطا فرمائیں اور اس کے چھوڑنے پر وعید وخوف سنائیں وہ کام امت پر ضرور لازم وضروری ہوتا ہے۔

(۳) قرآن واحادیث کی مراد کو سمجھنے اور اس کی مراد پر عمل کرنے میں غیر فقیہ پر کسی ایک امام فقیہ ومجتہد کی پیروی لازم ہے تاکہ وہ شریعت پر عامل ہو سکے اور اپنی خواہش وطبیعت کی پیروی سے بچ سکے۔

(۴) کسی امام کے کسی موقف پر اگر موجودہ کتب احادیث میں حدیث نہ ملے یا ملے مگر ضعیف۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ انہوں نے بغیر دلیل کے یہ مسئلہ بیان کردیا۔ (حاشا اللہ) ان کی مستدل حدیث (یعنی جس سے انہوں نے مسئلہ نکالا) ضرور ہے مگر درازئ زمانہ، بیشمار کتابوں کے ضیاع یا بعد کے محدثین کا اسے اپنی کتب میں نقل نہ کر پانے کے سبب اس تک ہماری رسائی نہیں جیسے امام بخاری کو ایک لاکھ صحیح حدیثیں یاد تھیں مگر بخاری میں صرف ۷۲۷۵/احادیث ہیں۔ باقی کہاں ہیں؟ ہاں یہاں یہ بات یاد رہے کہ فقہ حنفی کی مستدل احادیث کا ذخیرہ آج بھی موجود ہے کہیں اکٹھا کہیں متفرق۔ الحمد للہ علی ذالك۔ اس تمہید کے بعد اصل موضوع کی طرف آیئے۔

قربانی کے سلسلے میں مجتہد مطلق امام الائمہ کاشف الغمہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا موقف یہ ہے کہ سنت ابراہیمی کو قائم رکھنے کے لئے ہر صاحب نصاب، بالغ، مقیم مرد وعورت پر قربانی واجب ہے۔ (عامہ کتب فقہ حنفیہ)

اس موقف کے دلائل

(۱) امام ابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"من كان له سعة ولم يضح فلا يقربن مصلانا" (سنن ابن ماجہ ص۲۲۶)

جو شخص استطاعت رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے ہرگز قریب نہ آئے۔

یہ حدیث ''صحیح'' ہے اور منکرین حدیث معروف بہ اہل حدیث کے حالیہ پیشوا ناصرالدین البانی نے بھی اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

(۲) امام حافظ ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''من کان لہ مال فلم یضح فلا یقربن مصلانا''

جس شخص کے پاس مال ہو اور وہ قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے ہرگز قریب نہ آئے۔

وقال مرۃ: ''من وجد سعۃ فلم یذبح فلا یقربن مصلانا''

اور ایک بار فرمایا: جو شخص قربانی کرنے کی استطاعت پائے مگر قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے ہرگز قریب نہ آئے۔

اس حدیث کو نقل کر کے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

''ھٰذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ''

یہ حدیث صحیح سند والی ہے اور امام بخاری و امام مسلم علیہما الرحمہ نے اس کی نقل و تخریج نہیں کیا۔

(**المستدرک علی الصحیحین** ج ۴، ص ۳۵۹، رقم الحدیث ۷۶۴۶، کتاب الاضاحی، طبع دارالحرمین قاہرہ)

(۳) امام حافظ عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''من وجد سعۃ لان یضحی فلم یضح فلا یحضر مصلانا''

جو شخص قربانی کرنے کی استطاعت پائے مگر قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں حاضر نہ ہو۔

اس حدیث کو نقل کر کے امام منذری لکھتے ہیں:

اسے امام حاکم نے ''مستدرک'' میں روایت کیا اور ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

(''الترغیب والترہیب'' باب الترغیب فی الاضحیہ وما جاء فیمن لم یضح مع القدرۃ ص ۴۶۷، ط مکتبۃ المعارف ریاض)

نوٹ: البانی نے بھی اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

مذکور بالا احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ **قربانی ہر غنی، بالغ، مقیم مرد وعورت پر واجب ہے۔اور ہر ایک کو جدا جدا کرنی ہوگی ایک بکری سب کو کافی نہیں ہوگی**۔ان احادیث کی مختصر تشریح ملاحظہ کریں جس سے احناف کا موقف اچھی طرح واضح ہو جائے گا۔

تشریح

(الف) ان تمام حدیثوں کے شروع میں لفظ''مَنْ'' آیا ہے۔فقہاء فرماتے ہیں کہ''من'' لفظ''عام'' ہے یعنی شریعت کا جو حکم لفظ''من'' سے بیان ہوگا وہ حکم اُن تمام افراد کو شامل ہوگا جن کے اندر اس حکم کی صلاحیت پائی جائے گی۔اب حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ ہر وہ شخص جو استطاعت پائے اس پر قربانی کرنا لازم ہے۔

(ب) تمام حدیثوں کا آخری حصہ ہے کہ''وہ ہماری عیدگاہ کے ہرگز قریب نہ آئے'' علامہ امام برہان الدین فرغانی اور شارح بخاری علامہ عینی علیہما الرحمہ فرماتے ہیں: یہ''وعید'' ہے اور ایسی''وعید'' واجب کے ترک سے ملحق ہوتی ہے۔(ہدایہ آخرین، کتاب الاضحیہ، ج۲،ص۴۲۸ ط: مجلس برکات مبارکپور، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج۲۱،ص۲۱۵ ط: دار الکتب العلمیہ بیروت)

(ج) ایک شخص کی عبادت دوسرے کو کافی نہیں۔مثلاً گھر کا ایک شخص نماز پڑھے تو وہ نماز اس کے پورے گھر والوں کی طرف سے نہیں ہوگی بلکہ گھر میں جتنے مکلف ہیں سب کو اپنی اپنی نماز الگ الگ پڑھنا ہوگی......اسی طرح قربانی بھی عبادت ہے اور قربانی نام ہے''اِرَاقَةِ دَمٌ'' کا یعنی بہ نیت عبادت مخصوص جانور کے''خون بہانے'' کا، اور وہ (خون بہانا) ایک جانور میں ایک ہی بار ہوتا ہے تو وہ بھی ایک ہی شخص کو کفایت کرے گا ایک سے زائد کو نہیں۔رہا بڑے جانور میں ۷/افراد کی شرکت تو یہ اس لئے جائز ہے کہ اسے صاحب شریعت مُدَوِّنِ قانون اسلامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلاف قیاس جائز فرمایا جس کا حق صرف اُنہی کو ہے تو بڑے جانور میں ۷/افراد کی شرکت کا حکم انہیں میں محدود رہے گا اس سے تجاوز کر کے وہ حکم بکرے میں ثابت نہیں ہوگا (ایضاً)

حاصل یہ کہ جب ہم ان تینوں نکات کو آپس میں جوڑ کر ان احادیث کو سمجھتے ہیں تو نتیجہ

یہ برآمد ہوتا ہے کہ

☆قربانی صرف غنی پرواجب ہوتی ہے گھر کے ہر ہر فرد پر نہیں۔

☆اور ہرایک مکلف اپنی عبادت کوخود ادا کریگا تو ہی ادا ہوگی دوسرا اُس کی عبادت کواپنی عبادت میں شامل نہیں کرسکتا۔

☆اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکرے میں ایک خاندان یا چند متعینہ افراد کے شامل ہونے کی صراحت بھی نہیں فرمائی لہٰذا ایک بکرے یا ایک بکری یا اس کے امثال مثلاً مینڈھے کوایک ہی کی طرف سے قربان کیا جائے گا۔

حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ایک بکری ۲ / یا ۳ /لوگوں کی طرف سے قربان کی جائے تو یہ کافی نہیں ہے بلکہ ایک بکری ایک کو ہی کفایت کرے گی امام اعظم ابوحنیفہ اور ہمارے فقہاء کا یہی مذہب ہے" (مؤطا امام محمد، ص ۲۸۲ ط: مجلس برکات مبارکپور)

ازالۂ شبہات

اب رہیں وہ احادیث جن میں اس بات کا بیان ہے کہ ایک بکری کی قربانی پورے گھر کی طرف سے ہوسکتی ہے۔ پہلے ان احادیث کو ملاحظہ کریں پھر ان کے متعلق احناف کا واضح موقف بھی۔

(۱): ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ،اپنی آل اور اپنی امت کی جانب سے ایک مینڈھا قربان کیا۔ (شرح معانی الآثار ج ۲، ص ۲۷۶، ط: دیوبند)

(۲): حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۱/ مینڈھے کی قربانی فرمائی۔ اپنی اور اپنی آل کی طرف سے اور اپنے ان امتیوں کی جانب سے جو قربانی نہ کرسکیں۔ (ایضاً)

(۳): ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲ ؍مینڈھوں کی قربانی فرماتے۔ایک اپنی اور اپنی آل کی طرف سے اور دوسرا، اپنی امت کی جانب سے۔(ایضاً)

ان تینوں حدیثوں کو پیش کر کے غیر مقلدین یہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ایک مینڈھے کو اپنی اور اپنی آل کی طرف سے اور دوسرے کو اپنی امت کی طرف سے قربان کیا تو ہم بھی کر سکتے ہیں۔جب کہ انہیں یہ معلوم ہی نہیں کہ ایسی احادیث کا کیا حکم ہے؟ آیا وہ منسوخ ہیں یا مخصوص ہیں یا سب کے لئے قابل عمل ہیں؟

ان احادیث کو نقل کرنے کے بعد ان کے حکم کی وضاحت میں امام ابوجعفر طحاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: ۳۲۱ھ) لکھتے ہیں:

''یہ اور اس مضمون کی روایات احناف کے نزدیک یا تو منسوخ ہیں (یعنی اب ان کا حکم باقی نہیں ہے) یا پھر وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت تھی دوسرے کو اس کی اجازت نہیں۔اور اگر یہ روایات اس بات پر دلالت کریں کہ ایک بکری ایک سے زائد غیر معین افراد کے لئے کافی ہے تب تو اونٹ اور گائے کا بھی غیر معین افراد کے لئے کافی ہونا بدرجۂ اولیٰ ثابت ہوجائے گا جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں ۷ ؍افراد کی قید لگا دیا کہ اس سے ایک بھی زائد نہیں ہوسکتا۔(ایضاً)

اس (ایک بکری کو اپنی آل یا پوری امت کی طرف سے قربان کرنا) کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص ہونے پر دلیل مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ بھی ہے:

امام ابن ماجہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتی ہیں:

''ان رسول اللہ ﷺ نحر عن آل محمد فی حجۃ الوداع بقرۃ واحدۃ''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنی آل کی طرف سے ایک گائے کی قربانی کیا۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب الاضاحی، ص ۲۲۶)

جب کہ بڑے جانور میں ۷ ؍افراد سے زیادہ شریک نہیں ہو سکتے حضرت جابر رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے انہوں نے کہا:

"نحر رسول اللہ ﷺ یوم الحدیبیۃ سبعین بدنۃ فامرنا ان یشترك منا سبعۃ فی البدنۃ"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ کے دن ۷۰/اونٹوں کی قربانی کیا اور ہمیں حکم دیا کہ ایک اونٹ میں ۷/آدمی شریک ہوں۔ (شرح معانی الآثار، ج ۲، ص ۲۷۵)

اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے حدیبیہ کے دن قربانی کیا اور ایک اونٹ اور ایک گائے میں ۷۔۷/آدمی شریک ہوئے۔ (ایضاً)

معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو یہ حکم دیا کہ ایک بڑے جانور میں ۷/افراد شریک ہوں، بس۔ مگر خود اپنی آل کی طرف سے ایک گائے قربان کیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کا ۷/سے زیادہ ہونا واضح ہے تو جس طرح یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہے اسی طرح ایک بکری میں اپنی آل یا اپنی آل اور امت دونوں کو شامل کرنا بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہے۔

(۴): ایک اور حدیث دیکھیں جس سے غیر مقلدین اپنے موقف کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ یہ کہ:

امام ترمذی حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ: انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں قربانی کیسے ہوتی تھی؟ فرمایا: آدمی اپنی اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری قربان کرتا تھا جسے وہ سب کھاتے اور کھلاتے تھے پھر لوگ اس پر فخر ومباہات کرنے لگے تو وہ حالت ہوگئی جسے تم آج دیکھ رہے ہو۔

(ترمذی ابواب الاضاحی ج ۱، ص ۱۸۲ ط: مجلس برکات مبارکپور)

اس حدیث کے تحت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

"بعض اہل علم جیسے امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق وغیرہ کا اس پر عمل ہے"۔

غیر مقلدین امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا اتنا قول تو پیش کرتے ہیں مگر اس کے آگے کا کلام پیش نہیں کرتے جب کہ آگے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اور بعض علماء نے کہا کہ: ایک بکری ایک کو ہی کفایت کرے گی۔ یہ قول امیر المومنین فی الحدیث حضرت عبداللہ بن مبارک اور دیگر علماء کا ہے''۔(ایضاً)

سوال یہ ہے کہ غیر مقلدین امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا ادھورا قول ہی کیوں پیش کرتے ہیں؟ ......اس کا جواب یہ ہے کہ صرف اس لئے کہ اگر وہ امام ترمذی کا پورا قول پیش کردیں تو اپنی من چاہی دھاندلی نہیں کرسکتے کیوں کہ امام ترمذی کے اس قول کو دیکھنے کے بعد ہر شخص یہی کہے گا کہ جب مجتہدین کے دونوں قول ہیں اور میں خود استدلال کی صلاحیت نہیں رکھتا تو مجھ پر یہی لازم ہے کہ میں جس امام کا مقلد ہوں اس کے قول پر عمل کروں نہ کہ اپنی آسانی کے لئے جمہور امت کے متفقہ اصول تقلید شخصی کا منکر بنوں۔اور حدیث کو خود سے سمجھنے کی بیجا خواہش میں گمراہی کو اپنے گلے کا ہار بناؤں۔پھر یہ کہ اگر ہر شخص حدیث کو خود سے سمجھ سکتا تھا تو پھر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فقہاء و مجتہدین کے اقوال کو کیوں پیش کیا؟ اسی لئے کہ اے غیر فقہاء! تم میں یہ صلاحیت نہیں ہے کہ تم احادیث سے براہ راست مسئلہ نکال سکو۔اس لئے تم پر لازم ہے کہ تم جس امام مجتہد کے مقلد ہو اس کے قول پر عمل کرو۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث کی توجیہ اور اس کے مفہوم کی وضاحت محرر مذہب حنفی مجتہد فی المذہب تلمیذ امام اعظم و امام مالک حضرت امام محمد بن حسن شیبانی علیہم الرحمہ اس طرح فرماتے ہیں:

''یعنی (دور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں) جو شخص محتاج ہوتا وہ اپنی طرف سے ایک بکری قربان کرتا تو اسے خود کھاتا اور اپنے گھر والوں کو کھلاتا......رہا یہ کہ ایک بکری ۲/یا ۳/لوگوں کی طرف سے قربان کی جائے تو یہ کافی نہیں ہے بلکہ ایک بکری ایک کو ہی کفایت کرے گی۔امام اعظم ابوحنیفہ اور ہمارے فقہاء کا یہی مذہب ہے''

(مؤطا امام محمد،ص ۲۸۲)

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی اس توجیہ کی تشریح کرتے ہوئے مولانا ابوالحسنات عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''یعنی جو شخص گوشت کا محتاج ہو یا فقیر ہو جس پر قربانی واجب نہیں وہ اپنی طرف سے قربانی کرے اور اس کا گوشت خود کھائے، گھر والوں کو کھلائے اور ثواب میں سب کو شامل کر لے تو یہ جائز ہے'' (حاشیہ مؤطا امام محمد، ص ۲۸۲)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت کے مُعارِض خلیفہ ٔراشد باب مدنیۃ العلم حضرت سیدنا **علی مرتضیٰ** رضی اللہ عنہ کا **عمل** ہے جو کہ جمہور محدثین کے نزدیک خود **حدیث** ہے جسے امام علاء الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے آپ فرماتے ہیں:

حسن بن معتمر کنانی سے مروی ہے انہوں نے کہا: میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بقرعید کے دن عیدگاہ گیا تو جب آپ نماز پڑھ چکے تو (اپنے غلام سے) کہا: اے قنبر! ۲ ر مینڈھوں میں سے ایک کو میرے پاس لاؤ پھر آپ نے اسے لٹایا اور **وجہت وجھی** الخ پڑھا اور پھر کہا:

''اللھم تقبل من علیؓ'' (اے اللہ! اسے علی کی طرف سے قبول فرما) پھر اسے ذبح کیا اور پھر دوسرے کو بھی ایسے ہی ذبح فرمایا۔

(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب التضحیۃ، ج۶، ص۳۲۶ ط: دارالکتب العلمیہ بیروت)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صرف اپنی طرف سے مینڈھے کو قربان کیا اور اپنے گھر والوں کو اس میں شریک نہ کیا۔

خلاصہ کلام یہ کہ ایک بکری ایک شخص کی طرف سے قربان کی جائے گی۔ اور احناف پر یہی لازم و ضروری ہے اس کا خلاف ان کی اُخروی تباہی کا سبب ہے۔

میں نے یہ چند سطور اپنے سنی مقلد بھائیوں کے اطمینان قلب کی خاطر لکھی ہیں۔ ان وہابیہ غیر مقلدین سے اس کا کیا مطالبہ کہ تم امام اعظم یا اور کسی امام مجتہد کی پیروی کرو جنہوں نے

اپنی جہالت ونادانی کے باوجود خود کو مجتہد سمجھ کر واضح وصریح احادیث کا خلاف کیا بلکہ اسی ''اناولاغیری'' کی ترنگ اور ائمۂ مجتہدین کی ہمسری کی بیجا دھنک میں ایسے عقائد کو اپنے گلے کا ہار بنالیا جن سے ان کے گلوں میں اسلام وایمان کا قلادہ ہی باقی نہ رہا۔ یہ وہی تو ہیں جنہوں نے اللہ کے لئے جسم مانا، اس کی پاکیزہ ذات میں ہر عیب کو ممکن کہا۔ رسول اللہ ﷺ کے خداداد علم غیب کا انکار کیا، انبیاء واولیاء کو اللہ کی شان کے آگے ذرۂ ناچیز سے کمتر مانا۔ **معاذ اللہ**

اللہ پاک ایسوں کے فتنے سے امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے اور ایمان وعشق رسالت مآب ﷺ اور اتباع اسلاف کے اس امتحان میں ہمیں کامیاب وکامراں کرے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ ومجتہدی امتہ اجمعین وبارک وسلم

فقط محمد حسان ملک نوری

خادم: دار العلوم نوریہ اہل سنت بدر الاسلام نعمت پورہ برہان پور (ایم۔ پی)

مورخہ: ۲/ذی الحجۃ ۱۴۳۸ھ م ۲۵/اگست ۲۰۱۷ء جمعہ مبارکہ